۴۴ سورہ دخان

۴۴ سورۂ دخان

مکی ہے اس کے حروف (۱۴۴۰) کلمات (۳۴۰) آیات (۵۹) ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی رات میں سورہ حٰمٓ پڑھا جس میں دخان کا ذکر ہے تو اُس نے اس حالت سے صبح کی کہ اسکی بخشش ہو گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝

واضح کتاب کی قسم ہے۔ بیشک ہم نے اسے اتارا مبارک رات میں بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس قدر کی رات میں ہر طرح کی بھلائی ہے جس میں قرآن مبارک نازل ہوا اور کیوں وہ رات مبارک

۱ نیشاپوری ۲ ابن کثیر از ابو یعلی۔ مبارکۃ۔ اگر کسی زمان و مکان کو زیادتی شرافت و بزرگی دی گئی ہے تو وہ انسان ہی کی شرافت کے سبب سے دیگئی ہے وہی اصل ہے اُس کے سوا جو مخلوق ہے اسکی تابع ہے (کبیر) ۳ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ قدر کی رات رمضان شریف کے مہینے میں ہے جسطرح فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ اور جو عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ نصف شعبان کی رات ہے جسمیں شعبان سے شعبان تک لوگوں کی موت لکھی جاتی ہے۔ اور جسکی موت لکھی گئی وہ نکاح کرتا ہے۔ اسے اولاد ہوتی ہے۔ اور اسکا نام مُردوں میں ہوتا ہے۔ یہ حدیث نصوص کا معارضہ نہیں کرسکتی (ابن کثیر) حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ماثبت بالسنہ میں اسطرح تطبیق فرماتے ہیں کہ یہ تقسیم ارزاق وغیرہ شب برات سے شروع ہو کر لیلۃ القدر میں ختم ہوتی ہے ۱۲۔

نہ ہوگی جس میں اللہ تعالےٰ کے پاس سے تمام امور تصفیہ پاکر بٹ جاتے ہیں۔ یعنے
اس سال جو امور واقع ہونے والے ہوتے ہیں جیسے موت۔ رزق وغیرہ۔ وہ لوح محفوظ
سے فرشتوں کے دفاتر میں لکھا دیے جاتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ
حَكِيمٍ ۝ أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبِّ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ
آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ اس (رات) میں تمام حکمت والے کام تصفیہ پاتے ہیں۔ حکم ہوکر
ہمارے پاس سے۔ بیشک ہم (رسول) بھیجتے ہیں (یہ) تمھارے پروردگار کی رحمت سے ہے۔
کیونکہ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔ پروردگار (ہے) آسمانوں (کا) اور زمین کا اور
اُسکا جو ان دونوں کے درمیان میں ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ سوا اسکے کوئی معبود
نہیں ہے۔ (وہی) جلاتا اور (وہی) مارتا ہے۔ (وہی) تمھارا پروردگار اور تمھارے اگلے
باپ دادا کا پروردگار ہے۔ جو تمام جہان کا مالک ہے۔ مارنا جلانا جسکے اختیار میں ہے اُسکے
پاس قرآن کا اتارنا نبیوں کا بھیجنا کیا مشکل ہے۔ لیکن یہ کافر دل کے اندھے ان باتوں کو
سمجھتے ہی نہیں بلکہ اپنے لہو ولعب میں گرفتار ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ
بلکہ وہ شک میں ہیں (ان باتوں کو) کھیل سمجھ رہے ہیں۔ ان کے لہو ولعب شک و تردد کا

ف ابن عمر و مجاہد وغیرہ بہت سے لوگوں نے روایت کی (ابن کثیر) ۱۲۔

رَبِّ نافع مکی ابن کثیر بصری ابو عمرو بصری ابن عامر شامی ضم با سے

نتیجہ عنقریب معلوم ہوجاتا ہے۔ آسمان سے دہواں اٹھکر کافروں پر چھاجائیگا جو سخت عذاب ہو۔ اے نبی کریم تم صرف انتظار کرو جسطرح ارشاد ہے۔ فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ

بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ۙ یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ ہٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ تو (اے نبی) اس دن کا انتظار کرو

کہ آسمان ظاہر دہواں لائیگا جو لوگوں پر چھاجائیگا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔ عذاب

ل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے پروردگار نے تمھیں تین باتوں سے ڈرایا۔ ایک دخان ہے کہ مومن کو زکام کیطرح پہونچیگا اور کافر کو گرفت کریگا تو وہ پھول جائیگا۔ یہانتک کہ اس کے ہر سوراخ سے دہواں نکلیگا۔ دوسرا دابہ ہے۔ تیسرا دجال ہے۔ (ابن جریر وطبرانی از ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ) اور اسی کے قریب قریب ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دخان کی نشانی ابھی تک نہیں گذری۔ عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت ہے ایک روز صبح کو میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آجکی رات صبح تک نہیں سویا۔ عرض کیا کہ آپ کیوں نہیں سوئے۔ فرمایا لوگ کہنے لگے کہ دُمدار ستارہ نکلا ہے تو مجھے خوف ہوا کہ دخان آپہنچا۔ اس خطرے سے صبح تک نہیں سویا (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم) اور اسکی اسناد صحیح ہو۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی دخان کے منتظر ہیں۔ اور انھیں کے موافق ایک جماعت صحابہ وتابعین کا قول ہے۔ اور ان اقوال کے ساتھ احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ دخان منجملہ اُن علامات کے ہے جنکا انتظار ہے۔ اور آیت فارتقب یوم تاتی السماء سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کیونکہ ارتقاب بمعنی انتظار ہے۔ اور جو قول کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ دخان واقع ہوچکا جسکو اہل مکہ بھوک کی شدت سے آسمان پر چھایا ہوا دیکھتے تھے۔ یہ دخان تو فقط انکا خیال تھا جو بھوک کی شدت سے اونکی آنکھوں میں دکھائی دیتا تھا۔ ایسا ہی قولہ تعالے یغشی الناس ہو۔ اسلئے کہ اگر وہ خیالی دخان مراد ہوتا تو آیت میں انھیں کی خصوصیت ہوتی۔ اور سب کے واسطے عام نہ ہوتا (ابن کثیر) یغشیٰ۔ غشیہ غشاوۃ وغشاء اتاہ اتیان ماقد غشیہ ای سترہ (مفردات) غشی۔ پوشانیدن (کنز) ۱۲

آجائیگا تو اس وقت اپنے رب کی طرف رجوع ہوکر اسطرح دعا کرنے لگیں گے ۔ رَبَّنَا ۱۲
اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اے ہمارے پروردگار ہم سے عذاب دور کردے
بے شک ہم ایمان لاتے ہیں ۔ حکم ہوگا ۔ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ۱۳
ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝ (اس سے) کسطرح انھیں نصیحت ہو حالانکہ ان کے ۱۴
پاس ایک ظاہر رسول آئے ۔ پھر (بھی) انھوں نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے سکھایا ہوا
ہے ۔ دیوانہ ہے ۔ اب نصیحت لیتے ہیں حالانکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان
میں جو کچھ گستاخی کی وہ ظاہر ہے ۔ خیر اسپر بھی ہم تھوڑی دیر کے لئے اسباب عذاب دور
کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے ۔ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ۝ بیشک ہم ۱۵
کچھ (تم سے) عذاب دور کردیں گے ۔ پھر تم وہی (کفر) کرنے لگوگے ۔ یہ دفع عذاب بھی

مبین ۔ بان وبیّن وتبین وأبان واستبان کلہا لازمۃ متعدیۃ (قاموس) یعنے ایسے رسول جنکی رسالت واضح اور ظاہر ہے ۔ تولوا ۔ تولّی ۔ برگشتن وروے گردانیدن (کنز) تولّٰی عنہ أعرض (مختار) اناکاشفوا العذاب ۔ اسکے دو معنے ہیں (۱) یعنے قیامت میں اگر تم سے عذاب دفع کرکے تمھیں دنیا میں پلٹادیں تو تم پھر بھی کفر و تکذیب کروگے جسطرح ایک جاے فرمایا ۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (۲) یہ کہ ہم عذاب کے اسباب مہیا ہونے اور اس کے تم تک پہونچنے کے بعد اس میں تھوڑی تاخیر کرتے ہیں اور تم اپنی سرکشی وگمراہی میں ہمیشہ رہتے ہو ۔ اور اس کشف سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب آہی جائے ۔ اور اسیطرح پھر انکا کفر چھوڑکر کفر کیطرف پلٹنا لازم نہیں آتا اسی لئے قتادہ نے کہا کہ تم عذاب کی طرف پلٹنے والے ہو (ابن کثیر) ۱۲ ۔

صرف اس لئے ہم نے کیا ہے کہ جب ہم ان سے قیامت میں انتقام لیں تو پھر انھیں کوئی
عذر کا موقع باقی نہ رہے جسطرح ارشاد ہے۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ۝
(یاد کرو) جسدن ہم سخت گرفت میں گرفتار کریں گے ضرور ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ چنانچہ ہم نے
فرعونیوں سے بھی اسیطرح کئی بار عذاب دور کر کے آخر ان سے بدلہ لیا۔ جسطرح ارشاد ہے۔
وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ۝ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَاِنِّيْ عُذْتُ
بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ۝ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ۝ اور بیشک و شبہ ان سے پہلے
ہم فرعون کی قوم کو آزما چکے اور ان کے پاس ایک باعزت رسول آئے (اور کہا) کہ بندوں
کو میرے حوالہ کر دو۔ بیشک میں تمہارے واسطے (خدا کا) امانت دار رسول ہوں۔ اور
یہ کہ تم اللہ سے سرکشی نہ کرو۔ بیشک میں تمہارے پاس (اپنی نبوت کی) ایک صاف دلیل

البطشة الکبریٰ۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ "جنگ بدر کا دن ہے" ایک جماعت ان کے ساتھ متفق ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ روز قیامت ہے اگرچہ یوم بدر بھی یوم البطش ہے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی آپ نے کہا کہ "ابن مسعود رضی اللہ عنہ" نے فرمایا کہ بطشۂ کبریٰ سے روز بدر ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ روز قیامت ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے اسیطرح حسن بصری و عکرمہ فرماتے ہیں۔ (ابن کثیر) ادوا۔ تادیہ۔ رسانیدن (کنز) تعلوا۔ علا فی الارض تکبر (مختار) علو۔ بلند شدن و بلندی جستن و تکبر کردن (کنز) ان ترجمون۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ رجم باللسان یعنے گالی دینا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ رجم بالحجارۃ یعنے سنگسار کرنا ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ دونوں بھی ہوں۔

لاتا ہوں۔ اور بیشک میں اپنے پروردگار اور تمھارے پروردگار سے اس (بات) سے کہ

تم مجھے سنگسار کرو پناہ لیچکا ہوں۔ اور اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ

حضرت موسےؑ نے فرعونیوں سے فرمایا کہ تم نے جو بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنایا ہے انھیں

مجھے دیدو اور تکبر و تکذیبِ رسول سے باز آؤ اگر تمھیں اللہ کی ربوبیت اور میری رسالت

میں شک ہو تو میں ایک صریح اور صاف دلیل پیش کرتا ہوں اور جو اسپر بھی میرے قتل پر آمادہ

ہو تو میں اللہ سے پناہ لیتا ہوں وہی مجھے تمھاری سنگساری سے بچالیگا۔ لیکن اگر تم ایمان

نہیں لاتے ہو تو میری ایذا سے تو کنارہ کش رہو کیونکہ مجھے ستانا تمھیں خراب و برباد کردیگا۔ آخر

انھوں نے باوجود اس نصیحت کے تکلیف دی اور ایمان نہ لائے تو آپ نے اسطرح بد دعا کی

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ○ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ○ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ

رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ○ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ○ وَّ

نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ○ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ○ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ○ مِنْ　ع ۲۶ ۱۴

(رھوا - ای ساکنا (مفردات) رھا البحر سکن وبابہ علا (مختار) رہو۔ آہستہ رفتن وساکن (کنز ومنتخب) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ تم چلے جاؤ اور دریا کو اسی حالت پر چھوڑ دو۔ مجاہد نے کہا کہ اسی طرح خشک راستہ چھوڑ دو۔ اور اسے پہلی حالت پر نہ کرو تا وہ سب لوگ اس کے اندر آجائیں۔ اسیطرح عکرمہ و ربیع و ضحاک وغیرہ نے کہا (ابن کثیر) فاکھین - ای ناعمین (صراح) فکہ کفرح فکھا و فکاھۃ فھو فکہ و فاکہ ای طیب النفس ضحوک (تاج العروس) فکہ بفتحتین خوش طبع شدن و سخت شاد شدن (منتخب) ۱۲۔

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ

الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ۝ پھر موسےٰ نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ یہ گنہگار لوگ ہیں (انھیں

سزا دے۔ حکم ہوا) پس میرے بندوں کو راتوں رات لیکر چلے جاؤ۔ بیشک تمھارا پیچھا کیا جائیگا

(تم پار ہوجاؤ) اور دریا کو (اسیطرح) ٹھیرا ہوا چھوڑ دو۔ کیونکہ یہ لشکر غرق کردئے جائینگے

انھوں نے چھوڑے کتنے ہی باغ اور چشمے۔ اور کھیت اور عمدہ مکان۔ اور آرام جس میں

وہ عیش کرتے تھے (بات) اسیطرح ہے۔ اور ہم نے دوسری قوم کو ان چیزوں کا وارث

بنا دیا۔ پس نہ اُنپر آسمان وزمین روئے نہ انھیں مہلت دیگئی۔ اور بیشک وشبہ ہم نے

بنی اسرائیل کو ذلت دینے والے عذاب سے نجات دی (یعنے) فرعون سے بیشک

فرعون سرکش (اور) حد سے گذرنے والوں میں تھا۔ اور بیشک وشبہ ہم نے بنی اسرائیل

کو سمجھ (بوجھ) کر سارے جہان پر ترجیح دی۔ اور ہم نے انھیں وہ معجزے دئے جن میں

علی العٰلمین۔ مجاہد وقتادہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کو اُس زمانے کے اہل عالم پر برگزیدہ وممتاز فرمایا تھا (ابن کثیر)

له مبتدا مقدر ہے (کبیر) ۲ه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اسکا رزق اُترتا ہے۔ اور دوسرے دروازے سے اسکا نیک کام ونیک کلام داخل ہوتا ہے پھر جب وہ مرجاتا ہے تو وہ دونوں اسپر روتے ہیں۔ اور یہی آیت پڑھی۔ فما بکت علیھم السماء والارض۔ اور بیان فرمایا کہ ان فرعونیوں نے کبھی اللہ تعالے کے واسطے کوئی نیک کام نہیں کیا تھا کہ انکی موت سے زمین انپر روتی اور نہ انکا کوئی نیک کلام آسمان کو چڑھا کہ انکے گم ہونے سے آسمان انپر روتا (ابن کثیر از ابو یعلے الموصلی) اسی کے قریب المعنی ابن ابی حاتم و ابن جریر نے بھی روایت کی ہے (ابن کثیر) ۱۲۔

صریح آزمایش تھی۔ جب آپ نے بد دعا کی تو آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ بنی اسرائیل کو فرعونیوں
سے علیحدہ کرلو۔ اور اپنی قوم کو لیکر دریا کو شق کرکے چل نکلو۔ حسب حکم الٰہی جب آپ
دریا سے پار ہوگئے تو چاہا کہ دریا کو جسطرح تھا اسطرح کر دیں تا ان کے اور فرعونیوں
کے درمیان پانی حائل ہوجائے۔ اور وہ ان تک نہ آسکیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا
حکم ہوا کہ دریا میں اُسی طرح خشک راہ چھوڑ دو۔ اور فرعونیوں کو دریا میں آنے دو
کیونکہ وہ سب غرق ہوجائیں گے۔ چنانچہ اسی طرح ہوا کہ وہ سب ڈوب کر ہلاک ہوگئے
اب قومِ فرعون کا جو حال ہوا وہ معلوم ہوگیا۔ پھر بھی یہ کفار قریش ہمارے کہنے کو
نہیں مانتے اور روز قیامت سے انکار کرتے ہیں جسطرح ارشاد ہے۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

لَيَقُوْلُوْنَ ۝ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝ (اے نبی) بے شک وشبہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ہماری پہلی ہی
موت ہے اور ہم (دوبارہ) زندہ نہیں کئے جائیں گے پس اگر تم سچے ہو تو
ہمارے باپ دادا کو لے آؤ۔ چونکہ کافروں کا یہ بیہودہ سوال تھا اسلئے اسکے جواب سے قطع نظر کرکے گذشتہ امتوں کے عذاب سے ڈراتا ہے۔
اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝

مُنشَرِین۔ انشرہ اللہ تعالیٰ احیاہ (مختار) نشور۔ زندہ شدن۔ انشار زندہ گردانیدن (صراح)۔
مجرمین۔ اُجرم صار ذا جرم (مفردات) اجرام۔ جرم کردن (کنز) ۱۲۔

کیا یہ لوگ (قوت میں) بہتر ہیں یا قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے ہم نے انھیں ہلاک کر دیا کیونکہ وہ مجرم تھے۔ کفار مکہ کو چاہیئے کہ گذشتہ امتوں کی حالت سنکر عبرت لیں کیونکہ انکی قوت اور طاقت کے مقابلہ میں یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ رہا قیامت کا انکار تو جو تمام مخلوقات کو پیدا کیا وہ دوبارہ نہیں پیدا کر سکتا۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں کہ مخلوقات کی پیدائش ان پر حجت قایم کرنے کے لئے ہوئی جسطرح ارشاد ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

لہ قوم تبع وہی قوم سبا ہے (جسکا قصہ سابق میں گذر چکا ہے) وہ قحطان کے عرب تھے۔ جسطرح قریش عدنان کے عرب ہیں۔ حمیر یعنے سبا جب ان میں کوئی بادشاہ ہوتا تو اسکا نام تبع رکھتے جسطرح فارس کے بادشاہ کو کسرے روم کے بادشاہ کو قیصر مصر کے کافر بادشاہ کو فرعون حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی کہتے ہیں جسطرح اسکے سوا اور اعلام اجناس ہیں یہ تبع درمیانی ہے اسکا نام اسعد ابو کرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے سات سو برس پہلے ان کا انتقال ہوا۔ یہودیوں کے کسی عالم نے اُنسے کہا کہ مدینہ طیبہ میں آخری زمانہ کے نبی کی ہجرت ہوگی جنکا نام (مبارک) احمد ہوگا۔ تو انھوں نے انکی مدح میں اشعار لکھکر اہل مدینہ کو دیدیا یہانتک کہ وہ ابو ایوب جنکے مکان میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُترے تھے انھیں یاد تھے چنانچہ وہ شعر یہ ہیں۔ اشعار۔

شَهِدْتُّ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهٗ	رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِى النَّسَمْ
فَلَوْ مُدَّ عُمْرِىْ اِلٰى عُمْرِهٖ	لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمْ
وَجَاهَدْتُّ بِالسَّيْفِ اَعْدَآءَهٗ	وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ كُلَّ غَمْ

اسی لئے قتادہ کہتے ہیں تبع نیک آدمی تھا۔ اللہ تعالے نے انکی مذمت نہیں کی ان کے قوم کی مذمت کی ہے (ابن کثیر) اور احادیث بھی تبع کی مدح میں ہیں دیکھو ابن کثیر۔ لٰعِبِيْنَ۔ لعب فلان اذا کان فعلہ غیر قاصد بہ مقصدا صحیحا یلعب لعبا (مفردات) لاعب۔ بازی کنندہ (کنز) ۔ ۱۲

اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور اسکو جوان دونوں کے درمیان میں ہے

کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ ہم نے ان دونوں کو نہیں پیدا کیا مگر (حکمت) حق کے

ساتھ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ جب ثبوت بعث قیامت پر دلیل بیان فرمائی

پھر اس کے بعض احوال بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ مِیۡقَاتُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۙ یَوۡمَ لَا

یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡئًا وَّ لَا ہُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ۙ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ ع ۲ ۱۳/۱۵

بیشک فیصلہ کا دن ان سب (کے جزا) کی میعاد ہے۔ کہ اُس دن کوئی دوست کسی

دوست کے کچھ کام نہ آیگا اور نہ انھیں مدد پہونچیگی۔ مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ بیشک

وہی غالب رحم والا ہے۔ اسدن دوست دوست کے کام نہ آیگا۔ مگر وہی شخص کام

آیگا کہ جسپر خدا نے رحم کیا یعنے اپنے دوست کے لئے شفاعت کریگا!! اور جو عین رحمت

وسراپا رحمت ہیں یعنی رحمۃ للعالمین وہ تو دنیا و آخرت میں ہر جگہ کام آتے ہیں۔ اللہ

تعالے انھیں کے دست مبارک سے تمام نعمتیں تقسیم فرماتا ہے۔ محروم رہا وہ شخص جسنے

یوم الفصل۔ روز قیامت کا نام یوم الفصل یعنے جدائی کا دن رکھنے میں کئی وجوہ ہیں (۱) اہل جنت و اہل نار علحدہ ہوجائیں گے (۲) بندوں میں فیصلہ ہوجائیگا (۳) مسلمانوں کے حق میں اس لئے یوم فصل ہے کہ ان کے ناپسند چیزوں سے انھیں علحدگی ہوجائیگی۔ اور کافروں کے حق میں اس لحاظ سے کہ انھیں انکے محبوب چیزوں سے دوری ہوجائیگی

(الخازن کبیر) مَنۡ۔ محل رفع میں ہے اور مستثنے متصل ہے۔ ای لا یغنے قریب عن قریب الا المؤمنین۔

ویسے سر آپا رحمت سے منہ پھرایا ت

محمد عربی کابروئے ہر دوسرا است	کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

روز قیامت کا ذکر فرما کے اب کافروں کے عذاب کو جو وہاں ہوگا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ
شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۙ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ۛۚ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۙ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ۭ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ
اِلٰى سَوَاۗءِ الْجَحِيْمِ ڰ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ۭ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْكَرِيْمُ ۝ اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ۝ بیشک تھوہر کا درخت گنہ گار کا کھانا ہے جیسے
پگھلا ہوا تانبا (اور) وہ پیٹوں میں ایسا کھولیگا۔ جیسے گرم پانی کا کھولنا (ہوتا ہے) (پھر حکم
دیا جائیگا) اسے پکڑو اور اسے دوزخ کے بیچوں بیچ تک گھسیٹو پھر اس کے سر پر کھولتا پانی ڈالو
جو (سخت) عذاب ہے (اور اس سے کہو کہ عذاب کا) مزہ چکھ کیونکہ تو عزت دار (اور) بزرگ
ہے۔ بیشک یہی (عذاب) ہے جسکی نسبت تم شک کرتے تھے۔ گنہ گاروں کے بعد متقیوں کا

تَغْلِي — نافع۔ ابو عمرو۔ ابن عامر۔ شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی۔ تا۔ تانیث سے۔ ضمیر کا مرجع شجرہ ہے۔

فَاعْتُلُوْهُ — نافع۔ مکی۔ ابن عامر۔ ضم تا سے۔

اَنَّكَ — کسائی۔ فتح ہمزہ سے یعنی لانک یا علی انک ۱۲۔

الزقوم۔ ان شجرة الزقوم عبارة عن اطعمة كريهة فى النار ومنه استعير زقم فلان وتزقم اذا ابتلع شيأ كريها (مفردات) نام درختی است در دوزخ (کنز) اثیم۔ گنہگار۔ یہاں اثیم سے کافر مراد ہے۔ (ابن کثیر) المهل۔ دردی الزیت (مفردات) مہل ریم و دردی روغن زیتون و نقرہ و مس و قلعی گداختہ۔ (کنز) مہل کے تفصیلی معنی سورہ کہف میں گذرے ہیں۔ یغلی۔ غلی بالفتح جوشیدن دیگ و جز آں (منتخب)۔ فاعتلوہ۔ العتل الاخذ بمجامع الشیٔ وجرہ بقہر (مفردات) عتل سخت کشیدن چیزے از باب ضرب و نصر (صراح) سواء۔ وسط و میان (منتخب) لہ مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ایک قطرہ اسکے زمین پر گرے تو تمام زمین والوں کی زندگی تلخ ہو جائے۔ (ابن کثیر) لہ بیضاوی ۳ہ یہ بطور استہزا کہا جائیگا۔ اور اس سے مراد اسکا ضد ہے (کبیر) ۱۲۔

حال وعید کے بعد وعدہ کا بیان فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ۝ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ
عُیُوْنٍ ۝ یَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ کَذٰلِکَ وَزَوَّجْنٰھُمْ بِحُوْرٍ
عِیْنٍ ۝ یَدْعُوْنَ فِیْھَا بِکُلِّ فَاکِھَۃٍ اٰمِنِیْنَ ۝ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْھَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَۃَ الْاُوْلٰی
وَوَقٰھُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ بیشک پرہیزگار
امن کی جگہ میں۔ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ مہین ریشمی کپڑے اور دبیز ریشمی
کپڑے پہنیں گے آمنے سامنے (بیٹھے) ہوں گے۔ (بات) اسیطرح ہے۔ اور ہم انہیں
بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے۔ وہاں وہ ہر طرح کے میوے طلب کرینگے
بے فکر ہوں گے۔ پہلی موت کے سوا (جو دنیا میں ہو چکی) وہاں وہ موت (کی تلخی)
نہیں چکھیں گے۔ اور اللہ انھیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیگا۔ (اے نبی) تمہارے
پروردگار کے فضل کے سبب سے۔ اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ اسمیں اہل جنت کے چار

مُقَامٍ نافع۔ ابن عامر ضم میم سے۔
عُیُوْنٍ مکی۔ ابن ذکوان شعبہ۔ حمزہ۔ کسائی بکسر عین سے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے سابق میں گذر چکا۔

مقام۔ فتح میم سے موضع قیام ہے۔ اور مراد مکان ہے۔ یہ خاص معنی عام میں مستعمل ہیں۔ اور ضم میم سے جو دوسری قرات ہے اُسکے معنے موضع اقامت کے ہیں (کبیر)۔ حورعین۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر وہ حور دریائے شور میں تھوک دے تو وہ شیریں ہو جائے (ابن کثیر)۔ الا الموتۃ۔ الا کے معنے لیکن کے ہیں۔ تقدیر یوں ہے کہ وہاں موت کا مزہ نہ چکھیں گے لیکن پہلی موت کا مزہ تو چکھ چکے ہیں (کبیر) لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو عمل کیا کرو اور سیدھی راہ چلے چلو اور (جنت کے) نزدیک ہو جاؤ اور جان رکھو کہ کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھی ایسے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ (ہاں) میں بھی ایسا نہیں ہوں مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنے فضل

نعمتیں مذکور ہیں (۱) مکان۔ اور وہ دو شرطوں سے اچھا ہوتا ہے ایک تو اسمیں کسی طرح کا خوف نہو چنانچہ
آمِنِین سے یہی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ ہر قسم کے عیش کے سامان مہیا ہوں چنانچہ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ میں
اسی کی تصریح ہے۔ (۲) ملبوسات۔ جسکا سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ میں بیان ہے (۳) احباب کا اہل مجلس کے بیٹھنا
اور بی بیاں جو حور عین ہیں (۴) ماکولات یعنی میوہ وغیرہ۔ ان سب راحتوں کے بعد فرمایا کہ یہ عیش
دائمی اور حیات جاوید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت کو سیاہ مینڈھے کی شکل میں
لاکر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائیگا۔ پھر وہ ذبح کر دیا جائیگا اور پکار دیا جائیگا کہ اے اہل
جنت اب حیات جاوید ہے اور کبھی موت نہیں۔ اور اے اہل دوزخ (تمھیں بھی) ہمیشہ جینا ہے اور کبھی
موت نہیں[1] ان سب کے آخر میں فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالی کا فضل ہے اور اسی کا فضل بڑی کامیابی ہے
مزدور کو اسکی اجرت ملجانا اچھا ہے لیکن خلعت سے سرفراز ہونا اس سے اعلی ہے۔ ان سب بیانوں کے بعد
ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی کریم اس فصاحت و بلاغت سے وعدہ و وعید کا بیان تمھاری زبان عربی میں
اسلئے کیا ہے کہ یہ لوگ نصیحت لیں۔ اسپر بھی نہ مانیں تو انکی ہلاکی کا انتظار کرو اور وہ بھی منتظر ہیں فَاِنَّمَا

يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ○ع پس (اے نبی) ہم نے اس
قرآن کو تمھاری زبان میں اسلئے آسان کر دیا ہے کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں تو تم منتظر رہو بیشک یہ

[1] ابن کثیر از بخاری و مسلم [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت سے کہا جائیگا تمھارے واسطے یہ نعمتیں ہیں
کہ ہمیشہ تندرست رہو کبھی تمکو کوئی بیماری نہ چھوئے ہمیشہ زندہ رہو کبھی تمھیں موت نہ آئے ہمیشہ عیش میں بسر کرو کبھی
تمھیں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہمیشہ نوجوان رہو کبھی تمپر بڑھاپا نہ آئے (ابن کثیر از عبدالرزاق) ۱۲

(بھی) منتظر ہیں۔ قرآن کی ادائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس طرح ہوئی کہ
کلام ازلی ازل سے جدا نہیں ہوا۔ اور حادث میں قدیم حلول نہیں کیا۔ کیونکہ یہ محال ہے لیکن جب اللہ
تعالی کو اپنے کلام کو ظاہر کرنا منظور ہوا تو اپنے کلام کا نور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے
ظاہر فرمایا تو کلام حق کو نور حق نے اٹھایا۔ پس آپکی زبان مبارک فعل حق ہے۔ اور فعل حق آئینہ
نور صفات کا مظہر ہے تاکہ لوگ آپکی زبان مبارک سے صفات حق کے معانی کو پائیں۔ کیونکہ اللہ
تعالی بغیر واسطہ کے کلام کرتا تو سب مرجاتے۔ چنانچہ مولنا فرماتے ہیں۔ ؎

گرچہ قرآن از لب پیغمبر است	ہر کہ گوید حق نگفت او کافر است

تجلیات شہود ساعت بجہت ہووے۔ لیکن مخلوق کی زبان پر نہ ہو۔ بلکہ کلام حق کو حق سے سنے۔ مگر جہت معینہ
مخصوص مجتمع ہو۔ اور شش جہت مخلوقہ سے بری ہو۔ کیونکہ جہت قدس سے وجہات مخلوقہ سے منزہ ہے۔ اور مشاہدہ
دل سے سنتا ہے اور جانتا کہ اسکا متکلم حق سبحانہ تعالی ہے۔ اور ان تمام مراتب میں بندہ اپنے تمام وجود سے اس حیثیت سے سنتا
ہے کہ اسمیں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اور متکلمین یعنے کلام کرنے والے کی قسم ہیں ایک تو کہ خود محراب میں ہووے۔ اور دوسرا وہ
کہ احساس سے غائب ہو۔ اسکی روح کو آسمان اول پر لیجاتے ہیں وہاں کلام ہوتا ہے یا ایسا ہی آسمان دوم پر یا ساتویں
آسمان تک پھر سدرۃ المنتہی پھر عرش تک۔ اور کبھی احساس سے غائب نہیں ہوتا بلکہ ثابت رہتا ہے۔ یہ تیسرے
زیادہ قوی ہے۔ اور بعض کیلئے نور کا منبر قایم کرتے ہیں۔ اس پر بیٹھتا ہے۔ اور کلام حق سبحانہ کو سماعت
کرتا ہے۔ اور بعض کیلئے نور کا ڈیرہ دیتے ہیں۔ جس میں وہ کلام الہی کو سماعت کرتا ہے۔

سلہ [illegible] کا یہ حصہ ہے جو تفسیر [illegible] کے صفحہ (۲۸۷) میں لکھا گیا ہے۔ اور [illegible] ہوتا ہے۔ حضرت شیخ اکبر
[illegible] باب (۲۸۷) [illegible] جزو ثانی صفحہ (۲۴۸) میں فرماتے ہیں کہ ایک جماعت [illegible] روایت کی [illegible] ابو العباس [illegible] وہ ہمارے
شیخ (مرشد) [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ [illegible]
دیتا ہے۔ اور اسی طرح [illegible] الاسرار [illegible]
[illegible] سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کے [illegible] ہیں۔ ۱۲